جناب شیخ زادہ ابوالافکار زہراوی

جمعۃ المبارک کی ہفتہ وار تعطیل کی منسوخی اور دینی حلقوں کی ذمہ داری

اتوار کو ہفتہ وار تعطیل کا حکومتی فیصلہ دینی تشخص سے انحراف اور اسلامی اقدار سے صریح بغاوت ہے۔ جمعۃ المبارک کے روز ہفتہ وار تعطیل کی بنیاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ تاریخی فیصلہ ہے جس میں انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہما سے باہمی مشورے کے بعد اسلامی افواج کو جمعہ کے روز ہفتہ وار تعطیل کا حکم صادر فرمایا اور صدیوں سے اسلامی دنیا میں یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ اگرچہ برصغیر سمیت عالم اسلام کے دیگر کئی خطوں پر فرنگی اور فرانسیسی سامراج کے تسلط کے بعد مسلمانوں کو اتوار کی ہفتہ وار تعطیل سے دوچار ہونا پڑا۔ مگر سامراجی قوتوں سے آزادی حاصل کرنے کے بعد اکثر مسلم ممالک میں جمعۃ المبارک کی ہفتہ وار تعطیل کا سلسلہ دوبارہ بحال ہوگیا۔ وطن عزیز پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اپنے دور اقتدار کے دوران اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب اور جمعۃ المبارک کو ہفتہ وار یوم تعطیل قرار دے کر پاکستان کے اسلامی تشخص کو اجاگر کیا۔ جبکہ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کا داعی موجودہ حکومت اتوار کو ہفتہ وار یوم تعطیل قرار دینے کا فیصلہ کرکے پاکستان کے اسلامی تشخص کو مٹانے کے عملی اقدام کا مظاہرہ کررہی ہے۔ نظام خلافت راشدہ کے نفاذ کے عزائم کا اظہار کرنے والوں نے خلیفہ راشد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے انحراف کرکے اپنے عزائم کو مشکوک بنادیا ہے۔ اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والی ریاست میں ستم بالائے ستم یہ ہے کہ جمعۃ المبارک کی نماز اور تعظیم جمعہ سے پہلو تہی کرنے والوں کے خلاف کسی قسم کی تعزیری کاروائی عمل میں لانے کے برعکس قرآنی آیات کی غلط آڑ لے کر مخصوص مقاصد کی تکمیل کے لیے نماز جمعہ کا اہتمام کرنے والوں سے قانونی رعایت سلب کرنے کی مذموم جسارت کی جارہی ہے۔ شریعت کو سپریم لاء ماننے سے انکار اور عدالت عدلیہ کے سود کو حرام قرار دینے کے فیصلے کے خلاف عدالت عظمیٰ میں اپیل کرنے جیسے اقدامات مول لینے کے بعد حکومت ادھوری آزادی کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر غلامی کے باقی ماندہ طوقوں کو گلے سے اتارنے کے برعکس غلامی کی علامت کے اتارے گئے طوق کو دوبارہ قوم کے گلے میں ڈال کر شاید غلامی کے دور کی واپسی کا عندیہ ظاہر کررہی ہے۔

قرآن وحدیث میں چھٹی کے عدم ذکر کی بنا پر بعض حلقوں کا یہ زعم کہ اسلام میں چھٹی کا کوئی تصور نہیں، سراسر لاعلمی اور کوتاہ فہمی کا نتیجہ ہے۔ دین وعلم کی مسند پہ قابض اس فکر وتدبر اور شعور وفراست سے عاری طبقے کو معلوم ہونا چاہئے کہ اصول وضوابط کے ماخذ قرآن وحدیث کے علاوہ اور بھی ہیں۔ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کے اقوال واعمال امت مسلمہ کے لیے حجت اور مشعل راہ ہیں۔ یہ بجا

ہے کہ قرآن وحدیث کی رو سے چھٹی نہ فرض ہے۔ نہ واجب لیکن فرمان نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم "علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین" (کہ تم پر میری اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے) اور ما انا علیہ واصحابی (کہ قابل عمل ونجات طریقہ میرا اور میرے صحابہ کا ہے) کی رو سے خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام کے جمعہ کو ہفتہ وار چھٹی کے مشاورتی فیصلے کے بعد اسلام میں تعطیل کے عدم تصور کے واویلے کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ نیز ارشاد نبوی السنۃ سنتان سنۃ من نبی مرسل وسنۃ من امام عادل (کہ قابل اتباع طریقے دو ہیں۔ مبعوث شدہ پیغمبر کا طریقہ اور عادل حکمران کا طریقہ) کے مطابق اسلامی سلطنت کے عادل فرمانروا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسلامی تشخص پر مبنی جمعہ کو ہفتہ وار تعطیل کا مدبرانہ انتظامی فیصلہ مسلم ریاستوں کے لیے قابل تقلید انتظامی ضابطہ اور طریقہ قرار پاتا ہے۔ اب سنت خلفاء راشدین یا تعامل امت سے انحراف کے راستے کو قابل تحسین قرار دینا کہاں کی علم دوستی اور کہاں کی اسلام پسندی ہے؟ چونکہ صدیوں سے اتوار کی تعطیل نصرانی تشخص کی علامت اور جمعۃ المبارک کی تعطیل اسلامی تشخص کی نشانی چلی آرہی ہے۔ اس لیے فرمان نبوی

من تشبہ بقوم فھو منھم (یعنی جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی، وہ انہی میں سے ہے) کے مطابق جمعۃ المبارک کی ہفتہ وار تعطیل منسوخ کر کے اتوار کو ہفتہ وار یوم تعطیل قرار دینا نصاریٰ سے مشابہت اور اسلامی تشخص سے بغاوت ہے۔ نصاریٰ سے مشابہت پر مبنی اتوار کی ہفتہ وار تعطیل کو اقدام سمجھ کر اس کی حمایت کرنے والے اسلام پسندوں کو انتظامی مصلحت سے زیادہ اسلامی تشخص کے حوالے سے اس امر پر رائے زنی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اصل معاملہ مملکت اسلامیہ پاکستان کے اسلامی تشخص کی حفاظت کا ہے۔ اگر اتوار کی تعطیل کے حامی اسلام پسند طبقے پتلون شرٹ اور ہیٹ زیب تن کر کے خطبہ جمعہ اور امامت نماز کا اہتمام شروع کر دیں تو ظاہر ہے اس صورت میں شریعت کی رو سے خطبہ اور نماز کی ادائیگی کا عمل تو جائز مقصود ہوگا مگر اس سے اسلامی تشخص ضرور پامال اور مجروح ہوگا۔ اور تشخص کی پامالی کے اس عمل کو اتوار کی تعطیل کا حامی طبقہ بھی یقیناً ناپسند حرکت اور ناقابل قبول اقدام قرار دے گا۔ فافہم وتدبر

کیا حکومتی رائے سے متفق اسلام پسند حلقے جامع مسجدوں میں نماز جمعہ کی قلیل حاضری کی بنا پر مسجدوں کی حیثیت تبدیل کرنے یا ہر ہر محلے میں قلیل حاضرین پر مشتمل نماز جمعہ کی ادائیگی کے عمل کو ترک کر کے ملی وحدت یا انتظامی مصلحت کے پیش نظر ذاتی حیثیت اور مسلکی تشخص مٹا کر ایک ہی جگہ یا چند ایک بڑے مقامات پر نماز جمعہ کے اہتمام کی تجویز سے اتفاق کریں گے؟ یا ارباب اقتدار انتخابات میں ووٹروں کی کم حاضری کی بنا پر عوام سے جمہوری سسٹم سلب کرنے کی اجازت دینے یا ملی وحدت کے اظہار کے لیے جماعتی تشخص کو مٹا کر حزب اقتدار اور حزب اختلاف کو اسمبلیوں میں بلا تفرق اکٹھا بٹھانے اور حکومتی عہدوں کو باہم تقسیم کرنے پر راضی ہوں گے؟ ظاہر ہے کہ ان تجاویز کو یہ دونوں طبقے کبھی قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے۔ جب اپنے مسلکی اور سیاسی تشخص کو مٹانے یا

ذاتی حیثیت ووقار کو قربان کرنے پر دونوں طبقے آمادہ نہیں ہیں تو پھر مسلم ریاست کے اسلامی تشخص کو مٹانے یا ملک کی اسلامی اقدار سے بغاوت کرنے پر حکومتی اور نام نہاد دینی حلقوں کا اتفاق ان کے غیر منصفانہ طرز عمل کا منہ بولتا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقت کی عکاسی کرنے والا ارشاد گرامی صنفان من امتی اذا صلحوا صلحت الامۃ الامراء والفقہاء (یعنی حکام اور علماء پر مشتمل میری امت کے دو طبقوں کی جب اصلاح ہو گئی تو ساری امت کی اصلاح ہو جائے گی) جہاں موجودہ ملی اور اجتماعی، فکری اور عملی بگاڑ کا ذمہ دار ان دونوں طبقوں کو قرار دیتا ہے تو وہاں ان دونوں طبقوں کو (معدودے چند افراد کے سوا) اپنی اصلاح کی فکر دیتا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جب تک یہ دونوں طبقے اپنی اصلاح نہیں کریں گے، ملک وملت کی اصلاح ناممکن اور محال ہے۔

جہاں تک جمعہ کی ہفتہ وار تعطیل ختم کرنے کے حکومتی دلائل کا تعلق ہے تو یہ بات کسی بھی باشعور سے مخفی نہیں کہ نماز جمعہ میں حاضرین کی کمی کا سبب جمعہ کے روز سیر و تفریح یا شادی کی تقریبات کا انعقاد نہیں بلکہ اس کی اصل وجہ تو لوگوں کی دین سے دوری، آزاد خیالی اور اسلام سے شعوری اور عملی بے تعلقی ہے۔ اور ویسے بھی سیر و تفریح کا اہتمام اور شادی بیاہ کی تقریبات کا انعقاد سال بھر کے ہر جمعہ نہیں ہوتا۔ بلکہ سیر و تفریح اور شادی بیاہ کے اکثر پروگرام تو صرف سال بھر میں دو تین مخصوص موسموں میں انجام پاتے ہیں۔ بلکہ اب تو شادی بیاہ کی اکثر تقریبات بجائے دن کے رات کو منعقد ہونے لگی ہیں اور رات کو منعقدہ ان تقریبات کے نماز جمعہ پر اثر انداز ہونے کا دعویٰ سراسر بے بنیاد ہے۔ اب چاہئے تو یہ کہ حقیقی اسلامی معاشرے کی راہ ہموار کرنے کے لیے صلوۃ کمیٹیوں یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بااختیار ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے یا مساجد میں انعقاد نکاح کے نبوی حکم کی تعمیل کی خاطر کوئی قانون وضع کیا جائے اور مساجد میں نماز جمعہ کے بعد خطبہ نکاح کی انجام دہی کو رواج دے کر نماز جمعہ سے کوتاہی کے مرتکب افراد کو مساجد میں لانے کی راہ ہموار کی جائے مگر یہاں معاملہ اس کے بالکل برعکس ہو رہا ہے کہ جمعہ کی تعطیل ختم کر کے نماز جمعہ کا اہتمام کرنے والوں کو مختلف قسم کی الجھنوں اور مسائل سے دوچار کیا جا رہا ہے۔ اس حقیقت سے کون بے خبر ہے۔ کہ یہود، نصاریٰ تمام تر مذہب بیزاری اور مادیت پرستی کے باوجود اپنے مذہبی دن کی تعظیم اور اسے یوم تعطیل قرار دینے کے فیصلے سے بالکل انحراف نہیں کر پائے یہاں تک کہ بے نظیر حکومت کو بھی مذہب بے زاری کے تمام تر الزامات کے باوجود جس اقدام کے کرنے کی ہمت نہیں ہوئی، مذہب پسند گھرانے کے فرد، مسلم قومیت کی علمبردار جماعت کے قائد اور اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والی ریاست کے وزیر اعظم نے اس غیر مستحق اقدام کو فی الفور کر دکھایا۔ حقیقت بین نگاہ سے دیکھا جائے تو اجتماعی دینی اور ملی تقاضوں کو پس پشت ڈال کر مادیت پرستی کو پروان چڑھانے کا یہ حکومتی اقدام قوم کو سیکولر نظریات پر گامزن کرنے کی ایک فریب چال ہے۔ اگر ایسا اقدام تجارتی اداروں کے ایما پر کیا جا رہا ہے تو جمعہ کے روز ہفتہ وار تعطیل کرنے والی عرب ریاستوں کو مغرب سے تجارتی روابط

میں کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنے کے باوجود اگر وطن عزیز پاکستان کے تجارتی اداروں کے مغربی دنیا سے ربط میں کسی قسم کی کوئی دشواری حائل تھی تو بھی ایسی ناگزیر صورت میں ان اداروں کو جمعہ کی تعطیل سے مستثنیٰ قرار دینا ہی قرین قیاس وانصاف تھا، نہ کہ پوری قوم کو چند تجارتی اداروں کے مفادات کی بھینٹ چڑھانا۔ اور حکومت کی استثنائی اجازت سے جہاں ان اداروں کی درپیش مشکلات کا مداوا بھی ہو جاتا تو وہاں دیگر تمام اداروں میں جمعہ کی ہفتہ وار تعطیل سے مملکت اسلامیہ پاکستان کا اسلامی تشخص بھی برقرار رہتا اور ملک کے مختلف اداروں میں ہفتہ وار تعطیل کا تفاوت بھی کوئی قابل تحیر اور باعث تشویش مسئلہ نہیں کیونکہ صوبائی حکومتوں کی یک روزہ ہفتہ وار تعطیل اور بعض وفاقی اداروں کی دو روزہ ہفتہ وار تعطیل جیسے فرق سے بھی تو کسی قسم کی کوئی پیچیدگی پیدا نہیں ہوئی۔

تعطیل جمعہ کی منسوخی اسلامی تشخص کی پامالی کے علاوہ دیگر کئی مشکلات کا سبب بھی بن رہی ہے۔

(۱) جمعہ کے شب و روز کو باقی ایام پر خصوصیت حاصل ہونے کی بنا پر اہل اللہ صدیوں سے ان خیر و برکات کے اوقات کو یاد الٰہی، ذکر حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور فکر و تعلیم کی مجالس کے لیے مخصوص کرتے چلے آرہے ہیں۔ مادیت پرستی اور بگاڑ کے اس ماحول میں یہی چند حلقے اور افراد معاشرہ کو سدھارنے کا قابل قدر کام انجام دے رہے ہیں۔ جمعہ کی ہفتہ وار چھٹی کی صورت میں جہاں ملازم پیشہ افراد کی ایک معتدبہ تعداد کو تبلیغی جماعت، دعوت اسلامی اور تزکیہ و احسان کی مجالس میں شریک ہو کر ایمان و یقین کی دعوت نیز عبادت و ریاضت اور شب بیداری کے عمل سے سیرت و کردار کی تعمیر کا مناسب موقع مل جاتا تھا تو وہاں ایک خاصی بڑی تعداد کو جمعہ کی چھٹی کی وجہ سے دور دراز جا کر علم وفضل کے پیکر بزرگوں کے پند و نصیحت سے لبریز خطبات جمعہ سے مستفید ہونے کا موقع میسر آجاتا تھا۔ اب ظاہر ہے کہ تعطیل جمعہ کی منسوخی ایسے مراکز یا شخصیات سے وابستہ ملازم پیشہ افراد کے ان دینی تقاضوں میں مشکلات پیدا کر دے گی۔

(۲)۔ فرمان نبوی کے مطابق نماز جمعہ سے پہلے غسل کرنا، صاف ستھرا لباس زیب تن کرنا، مسواک کرنا اور خوشبو لگانا سنت ہے۔ اور تعطیل جمعہ کی منسوخی کی صورت میں ملازم پیشہ افراد کی ایک بڑی تعداد کا موسم گرما و سرما میں غسل کی بابت مشکلات سے دوچار ہونا ایک لازمی امر ہے۔ موسم گرما میں اگرچہ سکول و کالج اور دیگر دفاتر میں جانے سے پہلے غسل کا عمومی رواج ہے۔ مگر عین دوپہر کے وقت سورج کی تپش اور حرارت انسان کو پسینہ سے شرابور کر دیتی ہے۔ اور دوپہر کے وقت چھٹی کے بعد گھروں کو سدھارنے والے ملازمین کا دوبارہ غسل کے بغیر نماز جمعہ کو جانا ایک مشکل اور تکلیف دہ امر ہے۔ اب چھٹی کے بعد محدود وقت میں بوند بوند ٹپکانے والے سرکاری نلوں کے پانی سے کئی افراد خانہ غسل کا کرنا کوئی آسان عمل نہیں۔ اور چونکہ پاکستان کی اکثر آبادی سوئی گیس اور گیزر کی سہولت سے محروم ہے اور اس سہولت سے محروم لوگ موسم سرما میں غسل جمعہ کے لیے خوب دن چڑھے تمازت آفتاب کے وقت کا انتظار کرتے ہیں۔ اور غسل سے فراغت کے بعد سورج کی تپش میں بیٹھ کر کی برودت اور

ٹھنڈک کا سامان کرتے ہیں۔ ان سہولتوں سے محروم ملازم پیشہ افراد یا تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم طلباء موسم سرما میں سردی کی وجہ سے بوقت صبح تو غسل کرنے سے رہے۔ اب سکول و دفاتر سے چھٹی کے بعد واپسی محدود وقت میں غسل اور تمازت آفتاب کا عمل شرکت جمعہ میں تاخیر بلکہ نماز جمعہ تک سے محرومی کا سبب بنے گا۔ یا پھر ایسے افراد کو غسل جمعہ کی سنت کے بغیر ہی خطبہ اور نماز جمعہ میں شرکت کرنا پڑے گا۔

(۳)۔ سکول اور دیگر سرکاری اداروں میں ملازم پیشہ ایسے دینی تعلیم یافتہ افراد جو اپنی جائے ملازمت کے علاوہ قریب وبعید دیگر مقامات پر خطبہ جمعہ دیتے ہیں، تعطیل جمعہ کی منسوخی کے سبب یا تو انہیں خطابت جمعہ کے منصب سے ہاتھ دھونا پڑے گا یا پھر ہر جمعہ کو مستقل رخصت سے دوچار ہو کر انہیں اس ذمہ داری کو نبھانا ہو گا۔ ادھر ملازمت کی محدود رخصتیں انہیں اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیں گی۔

(۴)۔ سرکاری مدارس کے ساتھ ساتھ دینی مدارس اور مساجد میں زیر تعلیم طلباء وطالبات کا سرکاری اور دینی مدارس کی مختلف ایام کی ہفتہ وار تعطیل کی وجہ سے چھٹی سے یکسر محروم ہو جانا ایک لازمی امر ہے۔ کیونکہ دینی مدارس ومساجد سے طلباء وطالبات کو اگرچہ جمعہ کے دن چھٹی ہو گی مگر انہیں سکول میں عدم تعطیل کی بنا پر اس دن سکول ضرور حاضر ہونا پڑے گا۔ اسی طرح اتوار کو تو انہیں سکول سے چھٹی ہو گی مگر دینی مدارس ومساجد کی دو وقت کی حاضری کی وجہ سے ان کے ہاں چھٹی کا تصور معدوم ہو جائے گا۔

(۵)۔ جمعرات کو نصف اور جمعہ کی مکمل اور متصل تعطیل کی وجہ سے ملازم پیشہ افراد کو ڈیڑھ دن کا وقفہ میسر ہو جاتا تھا۔ جس کی بنا پہ گھروں سے دور ملازمت کرنے والے افراد کو اپنے اہل خانہ کے پاس جانے اور دیگر ملازمین اپنے عزیز واقارب سے ملاقات سمیت کئی ذاتی اور خاندانی امور انجام دینے کی سہولت حاصل ہو جاتی تھی۔ جبکہ جمعہ کی نصف اور اتوار کی مکمل چھٹی کا جداگانہ وقفہ نہ صرف ایسے افراد کے کاموں میں رکاوٹ کا سبب بنے گا۔ بلکہ موجودہ ترتیب ہفتہ کے روز اکثر اداروں میں کام کی رفتار پر بھی اثر انداز ہو گی۔ اس لیے عقل ودانش اور اسلامی تشخص کا تقاضا یہی ہے کہ اتوار کی ہفتہ وار تعطیل منسوخ کر کے فی الفور جمعہ وار تعطیل کا سلسلہ بحال کیا جائے۔

جمعہ کو ہفتہ وار تعطیل کے تاریخی پس منظر یا اسلامی تشخص پر اثر انداز ہونے والے اثرات سے ناواقفیت کی بنا پر حکومتی اقدام کو سراہنے یا اس پر خاموشی سادھنے والے دینی حلقے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں کیونکہ حکومتی فیصلے کے منطقی نتائج کے ادراک سے محروم یا مصلحت کوشی کے شکار دینی طبقات درحقیقت شعوری یا لاشعوری طور پر پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے کی حکومتی سازش کے مکمل حصے دار بن رہے ہیں۔ دینی حلقے دور اندیشی اور بیدار مغزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستان جیسی مذہبی اقدار کی محافظ ریاست کو مکمل امریکی نو آبادیاتی ریاست یا سیکولر سٹیٹ میں تبدیل کرنے کی اس ریہرسل کے سامنے سد سکندری بن جائیں اور اس سلسلے میں دینی حلقوں کی مصلحت کوشی نہ صرف

بقیہ ص ۳۲